اسلام کا تصور تفریح اور ابلاغیات

ذوالفقار علی قریشی*

محمد علی لغاری**

Abstract

The meaning of the word Islam is peace and tranquality. Islam as compared to other religion is the modern as well as dynamic religion. Holy Quran is the last divine book of Allah and Human being is the main topic of discussion. Allah Almighty has blessed human being with the gifts of speaking, listening, and understanding along with other senses and has deputed him.

Every human being is blessed with different attributes of looks, wisdom, understanding and tolerance. Some people feel entertained with the vocal power, other with beautiful scenery, human beauty, games and reading and writing good literature, observing religious obligations, doing social work or by playing or watching games. Hence, the word entertainment has no limts. This article highlights the concept of entertainment in Islamic perspective.

اسلام کے لغوی معنی اطاعت کرنا گردن جھکانے کے ہیں۔ اسلام کو دین فطرت گردانا جاتا ہے۔ فطرت کے تمام قوانین و ضوابط کے تحت اپنی زندگی کو فکر و عمل میں ڈھالنا ہی اسلام کے عین مطابق لائحہ عمل ہوگا۔ صدیوں سے خدا کے بندے آتے رہے اور دین فطرت کی تشریح کرتے رہے۔ ہزاروں سالوں سے تبلیغ کرتے ہوئے صاحب ایمان وہ لوگ

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف میڈیا اینڈ کمیونیکیشن سٹڈیز ،یونیورسٹی آف سندھ ،جامشورو

** اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف مسلم ہسٹری، یونیورسٹی آف سندھ، جامشورو

بھی تھے جو نبوت سے سرفراز نہ ہوئے تھے اور نبوت سے سرفراز ہونے والے رسول اور تمام انبیائے کرام کو اللہ تعالیٰ کے کرم و فضل سے کسی نہ کسی معجزے سے سرفراز کیا گیا۔ صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حوالے سے ذکر کیا جائے تو ان کو فصاحت و بلاغت کے جن معجزات سے نوازا گیا، ان میں سے بلاغت بھی ہے۔ اس کی شاعری شیخ سعدی رحمت اللہ کی لکھی ہوئی رباعی سے لی جا سکتی ہے۔

بَلَغَ العُلیٰ بِکَمَالِہٖ

کَشَفَ الدُجا بِجَمَالِہٖ

حَسُنَتَ جَمِیعُ خِصَالِہٖ

صلو عَلیہِ و آلہ

ترجمہ: کہ وہ بلاغت کے باکمال عہدے پر فائز ہیں۔ ان پر حسن و جمال کے انکشافات ہوتے ہیں۔ ان کے فضائل لاتعداد ہیں اور اُنؐ پر ہمیشہ درود و سلام ہو۔

حضور اکرمﷺ کا معجزہ بلاغت و فصاحت ہے یعنی Communication۔

دور حاضر کیونکہ رابطہ کار کے حوالے سے میڈیا کا سب سے بہترین ذریعہ ہے۔ میڈیا کے تین بنیادی لازم و ملزوم عمل ہیں۔

1. Information معلومات
2. Education تعلیم
3. Entertainment تفریح

خبر گیری، تعلیم اور تفریح تمام بنی نوع انسان کے لیے بہت ضروری ہیں۔ خبر گیری، علم و تعلیم اور آخری بات تفریح چونکہ اسلام دین فطرت ہے یہ تینوں ہی انسان کا بنیادی حق ہیں۔ عام طور پر تیسرے عمل تفریح کے لیے خیال کیا جاتا ہے کہ اسلام میں اس کا تصور نہایت خشک اور سکڑا ہوا ہے۔ مگر تحقیق سے یہ بات بالکل اس کے برعکس ثابت ہوتی ہے۔

تفریح کے معنیٰ اور اطلاق مختلف انسانوں، قوموں اور جغرافیائی حدود کے تحت مختلف ہیں۔ کئی لوگ کتے لڑوا کر خوش ہوتے ہیں، کچھ ہنس کھیل کر، کچھ گا بجا کر، کچھ لڑ جھگڑ کر، کچھ کھا پی کر اور کچھ جوا اور شراب کے استعمال سے، بہرحال ہم کُلی طور پر تفریح کے حتمی

معنیٰ قائم کرنے سے قاصر ہیں۔

لیکن حضور ﷺ نے اپنے لیے جو دعا اللہ رب العزت سے مانگی۔

قُل رَبِّ زِدنِی عِلماً

رب العزت میرے علم میں اضافہ فرما

چونکہ جب خبر ہوگی تو علم ہوگا اور علم ہوگا تو تفریح کا جواز پیدا ہو سکے گا۔

یعنی،خبر گیری، تعلیم،اور تفریح کے ذرائع حواس خمسہ سے عمل میں آئے ہیں۔ دیکھنے، چھونے، سونگھنے، چکھنے اور سننے، ان تمام ذرائع سے جو بھی حلال اشیاء ہوں، اخلاقیات کے زمرے میں پوری اترتی ہوں، معاشی خرابی بے راہ روی کی مرتکب نہ ہوں، دوسروں کو نقصان پہنچانے کا ذریعہ نہ ہوں وہ تمام کی تمام جائز ہیں۔

جیسے برائی نہ دیکھی جائے، بری بات نہ سنی جائے، خوشبو لگائی جائے، حلال اشیاء کھائی جائے، کسی دوسرے کی اشیاء نہ اٹھائی جائیں نہ چوری کی جائے، اپنی شے ہی استعمال کی جائے وغیرہ وغیرہ۔اسلام میں خوش الحانی سے قرآن پاک کی تلاوت، حمد باری تعالیٰ اور نعت مقبول کا پڑھنا، خوشبو کا بہترین استعمال، حلال اشیاء کا کھانا، سادگی اپنانا، یہ تمام تر چیزیں انسان کے لیے کسی نعمت سے کم نہیں۔ اسی لیے قرآن کہتا ہے کہ:

فبای الاء ربکما تُکذبان

تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے

اسلام کا تصور تفریح

عام طور پر یہ سوال نوجوانوں کے ذہن میں ہوتا ہے کہ اسلام میں ناچ، گانا، سنیما، کلب اور اسی طرح شراب طرز کی تفریحات پر قدغن ہے تو پھر اسلام میں تفریح کا تصور کیا ہے میں نے اکثر نوجوانوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ اسلام تو بڑا ہی خشک مذہب ہے جس کا زندگی کے بارے میں یہ راہبانہ تصور کہ آدمی ہر وقت نمازیں پڑھتا رہے اور تسبیح گھماتا رہے اور اس کے بعد دل بہلانے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ یہ سوال ایک گونہ اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ آج کا نوجوان جدھر بھی نظر اٹھا کر دیکھتا ہے اسے زندگی انہیں رنگینیوں سے

پُر نظر آتی ہے وہ بار بار سوچتا ہے کہ اگر وہ ان رنگینیوں سے لطف اندوز ہو تو پھر زندگی میں پیدا شدہ بوریت کو کیسے دور کرے اسی سوال کو مدنظر رکھ کر یہ مضمون لکھا جاتا ہے۔

تفریح ایک اضافی تصور ہے

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ تفریح بنیادی طور پر ایک اضافی تصور ہے اور اس اضافیت کی بھی دو حیثیتیں ہیں:

اول یہ کہ ہر شخص کے نقطہ نظر سے تفریح کا ایک مختلف مفہوم متعین کیا جا سکتا ہے۔ اگر ایک چیز ایک شخص کے لیے باعث تفریح ہے تو کسی دوسرے شخص کے لیے اس میں کوئی لذت نہیں بلکہ وہ الٹا اس سے اکتاہٹ محسوس کرتاہے۔ مثلاً ایسے لوگ بھی دنیا میں موجود ہیں جن کو اپنے آپ کو اذیت پہنچانے میں ایک کیف ملتا ہے (نفسیات کی اصلاح میں یہ لوگ مسوقیت پسند Masochists ہوتے ہیں) ایسے لوگ بھی ہیں جن کو اذیت میں لطف آتا ہے۔ جن کو نفسیات کی اصلاح میں اذیت پسند Sadist کہتے ہیں۔ اسی طرح کوئی رقص (Dance) دیکھ کر محظوظ ہوتا ہے کوئی سنیما جا کر، کسی کو جام مئے نشاط بخشتا ہے۔ اور ایسے بھی کتنے ہی لوگ ہیں جن کو ان میں سے کسی ایک چیز میں لذت ملتی ہے لیکن دوسری چیز میں وہ بوریت محسوس کرتے ہیں۔ غرض یہ کہ انفرادی طور پر تفریح ایک اضافی چیز ہے۔

دوم یہ کہ اجتماعی طور پر بھی تفریح ایک اضافی تصور ہے۔ ایک چیز ایک معاشرے میں باعث تفریح سمجھی جاتی ہے جب کہ دوسری سوسائٹی میں اس کو بہت ہی برا مانا جاتا ہے۔ مثلاً آج کے سوئیڈن میں جنسی آزادی اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ لیکن جنسی آزادی کا وہی تصور یونان اور اسپین میں ایک بہت بڑا جُرم تصور کیا جاتا ہے۔

غرض یہ کہ ہر سوسائٹی میں جو معاشرتی اقدار اور اخلاقی اصول(Norms) مسلم ہوتے ہیں، انہی کی روشنی میں تفریح کا تصور متعین ہوتا ہے۔ اس بحث سے دو چیزیں ظاہر ہوئیں:

اول یہ کہ چونکہ ہر انسان کا تصور تفریح دوسری شخص سے کسی حد تک مختلف ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر انسان کے تمام ذہنی تصورات جو اس معاشرہ میں اس کے اندر موجود ہیں بدل جائیں تو اس کے ساتھ ہی تفریح کا تصور بھی بدل جائے گا۔

دوم یہ کہ ہم کُلی طور پر(Absolutely) یہ متعین نہیں کر سکتے کہ فلاں فلاں کام تفریح بخش ہے بلکہ ان کا تعین کسی معاشرے کا اجتماعی ڈھانچہ کرتا ہے۔ اور اس اجتماعی ڈھانچہ کے پس منظر میں اس تہذیب و تمدن اور اس کے اجتماعی تصورات ہوتے ہیں۔ یعنی جن نظریات نے کسی بھی سوسائٹی کی آبیاری کی ہوتی ہے انہیں نظریات کی بنیاد پر تفریح کے پیمانے متعین ہوتے ہیں۔

اس سے جو چیز آپ سے آپ ظاہر ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ جو اشیاء آج کے انسانوں کے لیے باعث تفریح ہیں وہ ضروری نہیں ہے کہ ہر زمانے میں اور ہر معاشرے کے لوگوں کے لیے تفریح کا باعث ہوں، بلکہ اگر ہم اس معاشرے کو ڈھا کر ایک نیا معاشرہ بنائیں جس کی بنیاد اسلامی اصولوں پر ہو تو وہاں تفریح کا تصور بھی مختلف ہوگا اور اس طرح ایک انسان جو اسلامی معاشرے میں جا بسے گا، اس کے تمام تصورات موجودہ معاشرہ میں رہنے والے انسان سے مختلف ہوں گے جس کی وجہ سے اس کا تصور تفریح موجودہ تصور تفریح سے مختلف ہے۔

پیشتر اس کے کہ ہم اسلام کے تصور تفریح پر بحث کریں بہتر معلوم ہوتا ہے کہ ہم تھوڑی دیر یہیں رُک کر تفریح کے موجودہ تصورات کے معاشرتی اور نفسیاتی محرکات پر غور کریں اس سے ہم اس حقیقت کو بخوبی سمجھ سکیں گے کہ موجودہ مغربی سوسائٹی میں تفریح کے تصور کی صورت گری کیسے ہوئی۔

مغربی تصور تفریح اور اس کے محرکات

(ا) مغربی فلسفہء حیات

سب سے پہلی وجہ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں، مغربی تہذیب کا مخصوص فلسفہء حیات ہے۔ اس موضوع پر بہت کچھ کام تفصیل کے ساتھ ہو چکاہے، لہٰذا اس کا ارتقاء اور اس کے تمام اجزاء کی تفصیل میں جانا زیادہ سودمند نہیں ہے۔ اس میں انتہائی اختصار کے ساتھ مغربی فلسفہء حیات کے چند ایک نہایت ہی اہم پہلوؤں کی طرف اشارہ کروں گا جس

سے اندازہ کیا جا سکے گا کہ کس طرح ایک سادہ اور مذہبی معاشرے میں جدید تصور تفریح رواج پائے اور کن کن نظریات نے اس تصور کی ترویج میں حصہ لیا۔

اس بارے میں سب سے پہلی زیادہ قابل ذکر قوت تحریک نسواں ہے۔ اس تحریک کی بانی Mary Wollstonecraft تھی۔ اس عورت نے عورت کی آزادی کے حق میں آواز اٹھائی۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ عورت کو مرد نے اپنا غلام بنا رکھا ہے کہ مرد کے بچے جنے اور گھر کی چار دیواری میں زندگی گذارے۔اس نے مسلسل کئی برس عورت کو گھر سے باہر نکالنے، اسے مردوں کے دوش بدوش کام کرنے اور اس کے ساتھ ساتھ اسے ہر طرح کی آزادی دینے کی تبلیغ کی۔ پھر آہستہ آہستہ اس تحریک کو دوسرے لوگوں نے اٹھایا۔ اس کے لیے فلسفیانہ بنیادیں قائم کی گئیں۔ عورت اور مرد کی مساوات کو طرح طرح کی دلیلوں سے ثابت کیا گیا اس کے حق میں بے تحاشہ لٹریچر شائع کیا گیا۔ انجمنیں بنائی گئیں اور نشر و اشاعت کے تمام ذرائع ان نظریات کی ترویج کے لیے استعمال کئے گئے۔ غرض یہ کہ معاشرہ میں جو ایک نفرت پائی جاتی تھی اس کو آہستہ آہستہ دور کیا گیا۔ اس کے نتیجہ میں مغرب میں ایک مخلوط سوسائٹی وجود میں آئی۔ اس مخلوط سوسائٹی کے وجود میں آنے سے مردوں اور عورتوں کا باہمی اختلاف بڑھ گیا، اور ان دونوں صنفوں کے درمیاں جو فطری کشش پائی جاتی ہے اس کی تسکین کے لیے ہر جائز و ناجائز ذرائع کے استعمال کرنے کے آسان طریقے فراہم ہو گئے۔

(ب) ویسے تو سارے مغربی فلسفے میں بہت سے لوگ ایسے ملتے ہیں جنھوں نے عورت کی آزادی اور جنسی انارکی کی اشاعت میں تن من کا زور لگایا لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ فرائڈ وہ شخص ہے جس نے سائنٹفک بنیادوں پر ایک فلسفیانہ بنیاد فراہم کی۔ آج اگرچہ فرائڈ کے نظریات کافی حد تک متروک تصور کئے جاتے ہیں، تاہم ان نظریات نے انیسویں صدی کے آخر کی سوسائٹی میں جنسی آزادی کے لیے ایک منطقی اساس فراہم کی۔ فرائڈ کے نظریات میں سب سے بنیادی بات یہ ہے کہ انسان بنیادی طور پر ایک جانور ہے اور جس طرح تمام جانوروں میں جنسی کی ایک جبلت پائی جاتی ہے، اس طرح انسان میں بھی یہ جبلت

موجود ہے۔ اس نے یہ تصور دیا کہ جس طرح جانور اپنی جنسی تسکین کے لیے کسی خاص وقت، کسی خاص جوڑے سے اور کسی خاص آداب کا لحاظ نہیں کرتے، اس لیے انسان کے لیے بھی فطری طریقہ یہی ہے۔ لیکن چونکہ انسان ایک خاص تہذیب و تمدن کا عادی ہے، لہٰذا اس نے اپنے اوپر ایسی قدغنیں عائد کرلی ہیں جو اس کو جبلت کی فطری تسکین سے باز رکھتی ہیں، پر اس نے ثابت کرنے کی کوشش کی کہ جب جنس کو جانوروں کے سے فطری طریقے سے تسکین نہیں پہنچائی جاتی تو پھر جنسی جذبات شعوری اور لاشعوری طور پر دبا دیئے جاتے ہیں۔ جن سے مختلف ذہنی اور نفسیاتی بیماریاں یا الجھنیں پیدا ہوتی ہیں۔ ہم نہیں کہتے کہ ہم نے ان الفاظ میں فرائڈ کی تھیوری کو بالکل صحیح طور پر بیان کر دیا ہے یا یہ کہ اس کا حق ادا کردیا ہے، تاہم انتہائی سادہ الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ وہ تاثر ہے جو ایک عام قاری کو اس کے نظریات سے ملتا ہے۔

(ج) اس کے ساتھ ساتھ مغرب میں بینتھم کا نظریۂ افادہ بھی کافی ہر دلعزیز ہوا۔ اگرچہ اس نظریہ کی تفصیل میں جانا ممکن نہیں، تاہم کہا جا سکتا ہے کہ موجودہ مادیت پرستی کی روح یہی نظریہ ہے۔ اور اس نظریہ کے ذریعے سے یہ تصور معاشرے میں رائج کیا گیا کہ ہر وہ کام جو مادی طور پر فائدہ مند ہو وہ کرنے کے لائق ہے اور ہر وہ کام جو مادی اعتبار سے سودمند نہ ہو وہ برا ہے۔ اس سے نہ صرف اچھائی اور برائی کے پیمانے بدلے بلکہ وہ تمام کام جو کبھی اخلاقی نقطۂ نظر سے گناہ تصور کئے جاتے تھے اب ان کے جائز بلکہ مناسب ہونے کے لیے ایک عقلی بنیاد فراہم کی گئی۔ اسی منطق سے قحبہ گردی، جُوا، شراب کی فروخت، فحش لٹریچر کی اشاعت غرض یہ کہ ہر بُرائی کے پھیلانے سے جو کمائی ہوسکتی ہے اس کو معاشرے کے لیے قابل قبول بنانے کا جواز مہیا ہوگا۔ یہی وہ بارود تھا جس نے برسوں سے چلی آنے والی عیسائی سوسائٹی کی بنیادیں ہلا دیں اور لوگوں نے پہلے ان حرام ذرائع سے آنے والی کمائی کو ذرا کراہت سے لیکن بعد ازاں بہ خوشی قبول کرلیا۔

اس کے بطن سے ایک دوسری سماجی رُو پیدا ہوئی، یعنی دولت پرستی، جائز و ناجائز کی تفریق سے بے نیاز ہوکر ہر شخص کے سر میں حصول زر اور معیارِ زندگی کی بلندی کا سودا

بُری طرح سما گیا۔ اور مرد اور عورتیں سارا وقت پیسہ کمانے میں صرف کرنے لگے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زیادہ سے زیادہ وقت کام کی جگہ پر گذرنے لگا۔ معاشرے کی دوسری ذمہ داریوں خاص طور پر گھریلو کاموں کے لیے وقت کم ہونے لگا۔ لوگوں نے اس طرزِ زندگی کو اپنا تو لیا لیکن اس کی بوریت اور تشنج سے اپنے آپ کو محفوظ نہ رکھ سکے۔ اس سے تفریح کے سامانوں کی مانگ زیادہ ہونے لگی، تاکہ لوگ کام سے فارغ ہوکر اس سے پیدا ہونے والی بوریت کو ختم کرکے سکون پا سکیں۔ غرض یہ کہ جدید دور کا سب سے اہم مسئلہ سکون کی تلاش بن گیا اور یہ تمام ذرائع تفریح اسی سکون کی تلاش کے لیے فراہم کیے گئے ہیں اور سکون ہے کہ کوسوں دُور ہے۔

(د) تفریح کے لیے گھر سے باہر نکل آنے کی ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ مغرب میں الحاد اور لادینی کی بہت زوردار تحریک چلی۔ انسانی تاریخ میں شاید یہ وہ تاریک ترین دور ہے جس میں عقل و دلائل کے ساتھ خدا کی ہستی کا انکار کیا گیا، لیکن اس لادینیت کی تحریک کے پیچھے صدیوں پرانے چرچ کے نظریات تھے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ مغرب کو لامذہب بنانے میں بہت ہی فیصلہ کن رول خود چرچ نے ادا کیا ہے۔ وہ یوں کہ چرچ نے اپنے مذہب میں ایسے ایسے نظریات شامل کر رکھے تھے، جن کو بعد کی سائنسی تحقیقات نے روز روشن کی طرح غلط ثابت کردیا۔ اس سے چرچ اور مذہب کے خلاف لوگوں میں نفرت پیدا ہوگئی اور عقلیت و تجربیت کے بل بوتے پر حاصل ہونے والے علم کی بناء پر لوگوں نے علمی زندگی سے مذہب کو طلاق دے دی اب اگرچہ دنیا میں ستر کروڑ عیسائی ہیں لیکن ان کی عظیم اکثریت کا حال یہ ہے کہ نظری اور عملی ہر دو پہلو سے خدا اور مذہب کا اس کی زندگی سے کوئی واسطہ نہیں۔

مذہب سے بیگانگی سے ایک اہم نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ انسان اس سکون سے محروم ہو گیا جو وہ پہلے مذاہب سے حاصل کیا کرتا تھا۔ سارے ہفتہ کی غلطیوں اور کوتاہیوں کے بعد وہ اپنے مالک کے حضور پیش ہو کر ان کا اعتراف کرلیتا تھا، پھر خدا کے ذکر میں اسے سکون ملتا تھا۔ یہ سب چیزیں مذہب سے انکار کے ساتھ ہی ختم ہو گئیں۔ اور انسان زیادہ

سے زیادہ بے قرار ہو گیا۔ اور اس بے قراری کو ختم کرنے کے لیے اس نے تفریح کے سامان ایجاد کیے تا کہ ان سے سکون حاصل کر سکے۔

موجودہ صنعتی زندگی

آج کے انسان کی زندگی میں تناؤ پیدا کرنے میں صنعتی زندگی کا بہت ہاتھ ہے۔ صنعتی انقلاب جو کہ جدید معاشرتی اور اخلاقی انقلاب کے ساتھ ہی ساتھ وجود پذیر ہوا ہے، اس نے زندگی کے سارے ڈھانچے کو متاثر کیا ہے۔ خاص طور پر اس نے انسان کے لیے زندگی کا ایک ایسا ٹائم ٹیبل فراہم کیا ہے کہ وہ دن بھر فیکٹری میں کام کر کے تھک کر ایسا چُور ہو جائے کہ بعد میں کوئی اور مفید کام کرنے کی خواہش نہ رکھ سکے۔ دن بھر ایک چکی میں پستے رہنے کے بعد اس میں خود بخود یہ خواہ پیدا ہوتی ہے کہ وہ فیکٹری کے خوفناک ماحول سے نجات پائے۔ وہ اکتاہٹ محسوس کرتا ہے اور اس بوریت سے نجات پانے کیلیے تفریح کی ضرورت محسوس کرتا ہے جو اس کو گھر میں میسر نہیں آتی، کیونکہ گھر تو مدت ہوئی اُجڑ چکا ہے، اس کے لیے اسے گھر سے باہر سینما، کلب یا کسی شراب خانے میں جگہ ملتی ہے۔

فحاشی و بے حیائی کی اشاعت

بات اگر یہیں تک رہتی تو معاملہ شاید زیادہ نہ بگڑتا۔ ایک طرح مخلوط سوسائٹی کے تقاضے، دوسری طرف جنسی آزادی کی فلسفیانہ توضیحات، تیسری طرف تفریح کی ایک شدید تر خواہش ایسے میں کچھ لوگوں نے بے قید معیشت کے نام پر ایسے کاروبار شروع کیے جو کہ بڑے پیمانے پر فحاشی و بے حیائی کو پھیلائیں۔ ان نظریات کی بنیاد پر تمام ذرائع نشر و اشاعت ریڈیو، ٹیلی ویژن، سنیما، پریس اس مقصد کے لیے استعمال کیے جانے لگے۔ پھر کلبوں، ہوٹلوں اور ڈانس ہالوں میں اس کیلیے مزید انتظامات کیے گئے۔ اس کا ایک اثر یہ ہوا کہ جس چیز کی مارکیٹ میں طلب تھی اس کی رسد فراہم کی گئی اور چاہنے والوں نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا دوسرا اثر یہ ہوا کہ وہ لوگ جو اس سامانِ داد و عیش سے بچ سکتے تھے ان کے لیے ان چیزوں کو اتنا سہل الحصول اور سستا بنا دیا گیا کہ ان سے بچے رہنے کی کوئی

خواہش باقی نہ رہ گئی۔ سارے کے سارے معاشرے نے بے حیائی کے اس طوفان کو زندگی کے معمول بلکہ ضروریات کے طور پر قبول کرلیا اور پھر اشتہار بازی اور نام نہاد سائنسی ترغیبات کے ذریعہ جہاں ان کی طلب نہ تھی وہاں بھی ایک مصنوعی طلب پیدا کردی اور پورا معاشرہ اس جنون میں مبتلا ہو گیا۔

پھر یہ ایک چکر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں۔ بے حیائی اور فحاشی سے جہاں لوگوں کو سامان لذت ملتا ہے وہیں پر عصبیاتی تناؤ(Nervous Tension)اور بڑھ جاتا ہے، اگرچہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ جنسی آزادی کی وجہ سے یہ عصبیاتی تناؤ کم ہو جاتا ہے، تاہم یہ بھی درست ہے کہ چونکہ فحاشی کی اشاعت ایک لامتناہی سلسلہ ہے اس لیے یہ عصبیاتی تناؤ بھی ایک نہ ختم ہونے والی بیماری ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بات ایک عام قاری کے لیے قابل قبول ہوسکتی ہے تاہم اس پر مزید سائنٹفک ریسرچ ضروری ہے کہ فحش فلموں، لٹریچر اور دوسرے ذرائع اشاعت سے انسانی ذہن پر کیسے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور کیسا عصباتی تناؤ وجود میں آتا ہے۔

اسلام کی تہذیبی بنیادیں

اسلام کے تصور تفریح کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم ایک اسلامی معاشرہ کا مفروضہ اختیار کریں۔ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ تفریح کا تصور کسی بھی معاشرے کی اخلاقی و تہذیبی بنیادوں سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ ہم اس موقع پر اسلامی معاشرے کی تہذیبی بنیادوں پر بحث کریں گے تاکہ یہ اندازہ ہو سکے کہ اسلامی معاشرہ میں تفریح کا کیا تصور رائج ہوگا۔

(ا) ایک اللہ پر ایمان

اسلامی معاشرے کی سب سے پہلی بنیاد اللہ کی وحدانیت کا اقرار ہے۔ اگرچہ اس عقیدت کے بہت سے اخلاقی اور عمرانی پہلو بیان کیے جا سکتے ہیں تاہم موجودہ بحث کے نقطہ نظر سے اللہ پر ایمان کا مطلب یہ ہے کہ معاشرہ اللہ تعالیٰ کو اپنا حاکم و مالک اور آقا

تصور کرتا ہے۔ اسی کے حکم کے آگے تمام نظام زندگی کو استوار کیا جاتا ہے۔ سارے معاشرے میں مجموعی طور پر نہ کوئی ایسی قدر پائی جاتی ہے اور نہ ہی کوئی ایسا ادارہ باقی رکھا جاتا ہے جو عقیدے کی نفی ہو۔ اس سے جو چیز لازم آتی ہے وہ یہ ہے کہ معاشرہ کے تمام افراد اللہ کے احکامات کی بے چوں و چراں اطاعت کے پابند ہیں۔

(ب) رسولؐ اللہ پر ایمان

دوسری تہذیبی بنیاد رسولؐ اللہ پر ایمان ہے جس کا تقاضہ یہ ہے کہ جو کچھ رسولؐ اللہ کرنے کا حکم دیں تمام معاشرہ اسے کرنے کا پابند اور جس چیز سے رسولؐ اللہ نے روکا ہو اس سے رُکنے کا پابند۔ غرض یہ کہ شریعت کی بالاتری کا اعتراف ہو۔

(ج) آخرت پر ایمان

تیسری تہذیبی بنیاد زندگی بعد موت پر ایمان اور یہ کہ یہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ اس دنیا میں ہم رہنے بسنے کے لیے نہیں، بلکہ ایک امتحان سے گزرنے کے لیے آئے ہیں اور اس دنیا کی لذتوں میں کھو جانا اصل انسانیت کا مقصد نہیں بلکہ اس کے ساز و سامان کو صرف ایک مقصد اللہ کی خوشنودی کے لیے استعمال کرنا ہے۔ اس عقیدہ کا ساری سوسائٹی میں راسخ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ موجودہ معاشرہ میں جو اس دنیا کی حرص و طلب اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے اسلامی معاشرے میں وہ بہت حد تک نرم پڑ چکی ہوگی۔ کیونکہ اسلام نے یہ تصور دیا ہے کہ ہمیں مرنے کے بعد پھر اٹھنا ہے اور اس وقت ہم سے ہمارے ہر فعل کا حساب لیا جائے گا اب اگر کسی معاشرے میں زندگی بعد موت کا عقیدہ راسخ ہو جائے تو اس سے بہت حد تک معاشرے میں برائی پھیلنے کے امکانات کم ہو جاتے ہیں۔

(د) امر بالمعروف و نہی عن المنکر

اسلامی معاشرے کی یہ ایک اہم خصوصیت ہے کہ اس میں نیکی کی طرف راغب کرنے اور برائی سے روکنے کے لیے ہر فرد کو ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔ جس کا مطلب یہ

ہے کہ اگر معاشرے میں کسی وقت کوئی برائی پیدا ہو تو معاشرہ مجموعی طور پر اس کو قبول نہیں کرے گا بلکہ اس کو ختم کرنے اور اس کی اصلاح کرنے کی طرف راغب ہوگا۔ اس کے ساتھ لوگوں کو نیکی اور خیر کی طرف بلانا بھی اپنے اندر ایسے ہی اثرات رکھتا ہے۔ اس سے مجموعی طور پر معاشرے میں نیکیاں پنپیں گی اور برائیاں دب جائیں گی۔

مضبوط ضابطہء اخلاق

اس کے ساتھ ساتھ اسلام نے ہمیں ایک مضبوط ضابطہء اخلاق بھی دیا ہے جس کے تحت باہمی میل جول اور تعلقات کی حدود و قیود متعین کردی گئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ کہ اسلام نے بنیادی طور پر انسان کو بے لگام نہیں چھوڑ دیا ہے بلکہ اسے ہر موقع کے لیے ہدایات فراہم کی ہیں، اور اس کے طرز عمل پر کچھ پابندیاں عائد کردی ہیں۔ موجودہ معاشرہ ایک بے لگام معاشرہ ہے جس کا کوئی متعین راستہ نہیں ہے، بلکہ جس طرف یہ نکل جائے اسے ہی تسلیم کرنے کے لیے فلسفے ایجاد کرلیے گئے ہیں اس کے برعکس اسلامی معاشرہ میں اگر کوئی خرابی پیدا ہو تو اس کو ٹھیک کرکے دوبارہ اصولوں کے مطابق لایا جاتا ہے نہ کہ اس بگاڑ کی صفائی پیش کی جاتی ہے۔ یہ ایک بہت ہی بنیادی فرق موجودہ اسلامی معاشرہ میں ہے۔

اسلامی تہذیب کے بنیادی اصولوں کا ذکر خاص طور پر اس لیے کر رہا ہوں کہ مغرب میں اس پہلو میں بگاڑ کو تفریح کا نام دیا گیا ہے۔

اسلام نے جو معاشرتی نظام ہمیں دیا ہے اس کے تحت:

(۱) مرد عورتوں پر قوام بنائے گئے ہے، یعنی عورتوں پر لازم قرار دیا گیا ہے کہ وہ مردوں کے تابع رہیں۔

(۲) عورت کا مقام گھر ہے، تاکہ ایک خاندانی نظام وجود میں آئے۔ مغرب میں گھر کے اجڑنے سے مرد اور عورت دونوں کو تفریح اور سکوں کی خاطر گھر سے باہر نکلنا پڑا ہے۔ جب تک گھر آباد تھا اس وقت مرد کام سے فارغ ہو کر گھر کی طرف لوٹتا تھا اور گھر ہی میں اسے سکون ملتا تھا۔ لیکن جب سے گھر برباد ہوا (یعنی خاندانی نظام

تلپٹ ہوا ہے) تب سے گھر نے اپنی کشش کھو دی ہے اور مرد تفریح کے لیے گھر سے باہر نکل آیا ہے۔

(۳) عورتوں اور مردوں کا بے تکلف میل جول اور مخلوط سوسائٹی کی تمام شکلیں خواہ وہ مخلوط تعلیم ہو، ہوائی جہازوں میں ساقی گردی ہو یا دفتروں میں کام کاج ہو، اسلامی معاشرے میں اس کا ایک بہت ہی اہم نتیجہ یہ نکتہ ہے کہ مردوں اور عورتوں کے باہمی اختلاف سے جو جنسی انارکی کی راہیں پیدا ہوتی ہیں وہ بند ہو جاتی ہیں۔

(۴) اگر مرد ضرورت محسوس کرے اور عدل کی ذمہ داری ادا کرنے کو تیار ہو تو اسے ایک وقت میں چار شادیاں تک کی اجازت دی گئی ہے۔ اس طرح سے خاندانی نظام کو منظّم رکھا گیا ہے۔ اس سے نہ صرف جنسی بے راہ روی کا سدباب ہوتا ہے، بلکہ ایک نظام کے تحت مرد اور عورت کے باہمی میل سے پیدا ہونے والی اولاد کو قانونی اور معاشرتی تحفظ بھی میسر آتا ہے۔ موجودہ معاشرہ میں ناجائز بچوں کی جو حالت ہے وہ سبھی کے سامنے ہے، وہ اس کا نتیجہ ہے کہ شادی کے مواقع مسدود ہیں اور زنا کے کھلے۔

(۵) آشنائیوں اور ان کے چرچے قطعی طور پر بند کردیے جاتے ہیں۔ اسلامی معاشرے میں اس بات کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے کہ لوگ کسی کی بہو بیٹی سے آشنائیوں کا موقع ڈھونڈیں اور اس کو کسی قیمت پر برداشت نہیں کیا جاتا ہے اس سے معاشرے میں عمومی جنسی تلذذ کی فضا پیدا نہیں ہوتی۔

(۶) بہتان تراشی اور تہمتوں پر حد جاری کی جاتی ہے اس سے جہاں یہ فائدہ ہوتا ہے کہ بے گناہ عورتوں کو متہم نہیں کیا جاتا، وہاں یہ راستہ بھی بند ہو جاتا ہے کہ شر پسند لوگ اپنی نیت کی خرابی کے لیے کسی کی بہو بیٹی کی طرف دیکھیں۔ ورنہ اگر معاشرے میں ایک دوسرے کے اخلاق کے بارے میں عام باتیں ہونے لگیں تو بدطنیت لوگ اس سے فائدہ اٹھا کر عورتوں پر نظریں جمانا شروع کرتے ہیں۔ اس سے ایک ایسا معاشرہ تشکیل پاتا ہے جس میں جنسی ہیجان پیدا کرنے والی تمام ذرائع

پر پابندی لگا دی جاتی ہے۔ مخلوط سوسائٹی، سنیما، فحش فلمیں، ریڈیو پر عشقیہ گانے، ہیجان خیز موسیقی اور بے حیائی پھیلانے کے تمام دوسرے ذرائع سے یہ معاشرہ پاک ہوتا ہے پھر اگر کوئی جنس کے فطری جذبہ کی تسکین کے لیے ایک بیوی سے زائد کی ضرورت محسوس کرے تو اس کی اجازت ہے۔ مگر تمام حقوق کی ادائیگی اس پر لازم کی گئی ہے۔ اس طرح کا معاشرہ پیدا ہو جانے کے بعد خود ہی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ موجودہ معاشرہ کا جنسی بخار کس حد تک اتر جائے گا اور ھل من مزید کی وہ صدائیں جو آج کا نوجوان لگا رہا ہے کہاں تک دب جائیں گی۔

عبادت اور ذکر الاہی

اسلامی معاشرے میں ہر شخص پر کچھ بدنی اور مالی عبادات فرض کی گئی ہیں ویسے تو اسلام کے ہر حکم کی اطاعت عبادات کے حکم میں آتی ہیں، تاہم کچھ عبادات کو نشان لگا کر فرض کردیا گیا ہے۔ اب اسلامی معاشرے میں ہر فرد اپنے فرائض کی ادائیگی کے لیے کچھ وقت مسجد میں یا گھر میں ذکرِ الٰہی میں گذارے گا۔۔ قرآن میں آیا ہے ''سن لو! اطمینان قلب صرف اللہ کے ذکر میں ہے۔''

اس سے یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ آج کا انسان جو باؤلا ہوکر بار بار تفریح کے سامان ڈھونڈنے کے لیے نکلتا ہے اس کی بڑی وجہ ہے کہ اسے سکون نہیں ملتا اور سکون تو اللہ کے ذکر میں ملتا ہے۔ اسے کسی اور جگہ ڈھونڈنا عبث ہے یہ بات آج کے معاشرے میں ثابت بھی ہوتی ہے۔

اسلام کیسی تفریحات پسند کرتا ہے

اس ساری بحث کے بعد ہم اپنے اصل موضوع کے طرف لوٹتے ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ کیسا معاشرہ ہے جو اسلام قائم کرنا چاہتا ہے اور کیسا انسان ہے جو اسلام پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اسلام ایک ایسا انسان بنانا چاہتا ہے کہ جس کا تعلق اللہ سے مضبوط ہو، اور اس کے ساتھ وہ اللہ کا سپاہی بھی ہو۔ ایک ایسے معاشرے میں ایک ایسے شخص کو جسے

اسلام کا مطلوب انسان کہا جا سکتا ہے، دورِ جدید کی تفریحات سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے؟ بلکہ یہ بات بلا خوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ ایک اسلامی معاشرے میں بسنے والے مسلمان کے لیے ان ساری تفریحات میں نہ صرف دلچسپی نہیں بلکہ نفرت ہوگی۔ اس لیے کہ وہ تمام وجوہات جنھوں نے جدید تفریحات کو جنم دیا ہے وہ اسلامی معاشرے میں وجود ہی نہیں رکھتی ہوں گی۔ اس کے ساتھ تفریح کی ضرورت جو آج بھی اتنی شدت سے محسوس کی جاتی ہے وہ بھی کم ہوگی اور اس کے بعد اس تفریح کے تمام فطری ذرائع کھلے رکھے گئے۔

اسلام نے پابندی صرف ان ذرائع پر لگائی ہے جو یا تو فی ذاتہ شر ہیں یا پھر شر ہیں، جن سے معاشرے میں انارکی پھیلتی ہے۔ موجودہ مغربی معاشرہ اس کا گواہ ہے۔ باقی رہا یہ اعتراض کہ اسلام میں اگر ناچ گانا، سنیما اور کلب وغیرہ حرام ٹھہرے تو تفریح کیا ہے؟ یہ تو دیکھا جا سکتا ہے کہ یہی ذرائع ہی تو صرف تفریح کے ذرائع نہیں ہے۔ سنیما میں اگر مثبت اور تعمیری فلمیں دکھائی جائیں تو ان کو بھی اسلامی معاشرے میں کسی حد تک برداشت کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ تمام کھیل مثلاً ہاکی، فٹبال، کرکٹ، بیڈمنٹن علیٰ ھذا القیاس دوسرے کھیل اس کے علاوہ ان ڈور گیمز ہیں۔ مزید برآں، سیر و تفریح کے ذریعے سے اللہ کی زمین کی سیاحت سے لطف اندوز ہوا جا سکتا ہے۔ پکنک کے لیے جایا جا سکتا ہے۔ گھوڑے سواری، ورزش اور کسرت جیسے مردانہ کھیلوں میں دلچسپی لی جا سکتی ہے۔ غرض یہ کہ فحاشی و شراب پر پابندی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کچھ ایسی چیزوں پر پابندی ہے جو شاہد و شراب کی طرف لے جانے والی ہوں۔ مثلاً ناچ گانا اس کے علاوہ تفریح کے تمام راستے اسلام نے کھُلے رکھے ہیں۔ اگر ہم ایک اسلامی معاشرہ کا تصور کریں اور اس کے بعد اپنی زندگی میں اسلام کو نافذ کریں تو ہمیں محسوس ہوگا کہ دور جدید کا انسان جو صرف جنسی تسکین کے لیے تفریح کے مختلف ذرائع نکال لایا ہے وہ اسلامی معاشرہ میں کہیں فٹ ہی نہیں ہوتے بلکہ ہر سلیم الفطرت ان سے ابا کرے گا۔

آج جو کشش بھی ہمیں ان میں محسوس ہوتی ہے وہ صرف اس لیے ہے کہ ہم اپنی سوسائٹی کو ایک مغربی سوسائٹی کی طرز پر تعمیر کر رہے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ *فیروز اللغات*، نیا ایڈیشن، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۲۰۸۔

۲۔ انٹرنیٹ سے لی گئی معلومات

۳۔ جلالی، ڈاکٹر اشرف آصف، ادارہ صراط مستقیم۔

۴۔ *پاکستانی میڈیا کا کردار*، وقت چینل، ۲ بجے، ۲۰۱۴/۰۱/۰۸، نعیم بخاری، عمران صدیقی، حسیب خان، اسلام آباد اسٹوڈیو۔

Newspapers

5- *The News,* 2003, Editorial, 17 April.

6- *Dawn,* 1994, Editorial, 07 January.

7- *Dawn,* 1993, Editorial, 29 October.

8- Unpublished Interview:

9- Lakiyaree, Qalandar Shah Professor, 2014, interview by author, Hyderabad, 5 October.